



شبِ براٗت



از

حضرت علامہ
سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ



تحریکِ اتحادِ اہلسنّت (پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

ماہِ شعبان کی پندرہویں رات کو شبِ برأت کہا جاتا ہے کہ شب کے معنی ہیں رات اور برأت کے معنی بَری ہونے اور قطع تعلق کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس رات مسلمان توبہ کرکے گناہوں سے قطع تعلق کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بے شمار مسلمان جہنم سے نجات پاتے ہیں، اس لئے اس رات کو شبِ برأت کہتے ہیں۔ اس رات کو لیلۃ المبارکۃ یعنی رحمت نازل ہونے کی رات بھی کہا جاتا ہے۔

جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرہویں شب سے افضل کوئی رات نہیں۔ (لطائف المعارف، ص ۱۴۵)

جس طرح مسلمانوں کے لئے زمین میں دو عیدیں ہیں اسی طرح فرشتوں کے لئے آسمان میں دو عیدیں ہیں، ایک شبِ برأت اور دوسری شبِ قدر۔ جس طرح مومنوں کی عیدیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں، فرشتوں کی عیدیں رات کو اس لئے ہیں کہ وہ رات کو سوتے نہیں جبکہ آدمی رات کو سوتے ہیں، اس لئے ان کی عیدیں دن کو ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۲۲۹)

تقسیمِ امور کی رات

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: قسم ہے اس روشن کتاب کی، بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔ (الدخان، ۲ تا ۴، ترجمہ کنز الایمان)

اس رات سے مراد شبِ قدر ہے یا شبِ برأت۔ (خزائن العرفان)

اِن آیات کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ''لیلۃ مبارکۃ'' سے پندرہ شعبان کی رات مراد ہے۔اس رات میں زندہ رہنے والے، فوت ہونے والے اور حج کرنے والے سب کے ناموں کی فہرست تیار کی جاتی ہے اور جس کی تعمیل میں ذرا بھی کمی بیشی نہیں ہوتی ۔اس روایت کو ابنِ جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بھی لکھا ہے۔اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ فہرست کی تیاری کا کام لیلۃ القدر میں مکمل ہوتا ہے۔اگر چہ اس کی ابتداء پندرہویں شعبان کی شب سے ہوتی ہے۔(ما ثبت من السنہ، ص ۱۹۴)

علامہ قرطبی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ ان امور کے لوحِ محفوظ سے نقل کرنے کا آغاز شبِ برأت سے ہوتا ہے اور اختتام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔(الجامع الاحکام القرآن، جلد ۶، ص ۱۲۸)

یہاں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ امور تو پہلے ہی سے لوحِ محفوظ میں تحریر ہیں ، پر اس شب میں ان کے لکھے جانے کا کیا مطلب ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ اُمور بلاشبہ لوحِ محفوظ میں تحریر ہیں لیکن اِس شب میں مذکورہ امور کی فہرست لوحِ محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے سپرد کی جاتی ہے، جن کے ذمہ یہ امور ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ فرمایئے، ارشاد ہوا آئندہ سال میں جتنے بھی پیدا ہونے والے ہوتے ہیں وہ سب اس شب میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور جتنے آئندہ سال مرنے والے ہوتے ہیں وہ بھی اس رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں

لوگوں کے (سال بھر کے) اعمال اُٹھائے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کا مقررہ رزق اتارا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ، جلد ۱، ص ۲۷۷)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ ملک الموت کو ایک فہرست دے کر حکم فرماتا ہے کہ جن جن لوگوں کے نام اس میں لکھے ہیں، ان کی روحوں کو آئندہ سال مقررہ وقتوں پر قبض کرنا تو اس شب میں لوگوں کے حالات یہ ہوتے ہیں کہ کوئی باغوں میں درخت لگانے کی فکر میں ہوتا ہے، کوئی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوتا ہے، کوئی کوٹھی بنگلہ بنوا رہا ہوتا ہے حالانکہ ان کے نام مُردوں کی فہرست میں لکھے جاچکے ہوتے ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق، جلد ۴، ص ۱۷، ما ثبت من السنہ، ص ۱۹۳)

حضرت عثمان بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لوگوں کی زندگی منقطع کرنے کا وقت اس رات میں لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتا ہے اور اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جاچکا ہوتا ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن، جلد ۱۶، ص ۱۲۶، شعب الایمان للبیہقی، ج ۳، ص ۳۷۲)

چونکہ یہ رات گذشتہ سال کے تمام اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہونے اور آئندہ سال ملنے والی زندگی اور رزق وغیرہ کے حساب کتاب کی رات ہے اس لئے اس رات میں عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنا ربِ کریم کی رحمتوں کے مستحق ہونے کا باعث ہے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی تعلیم ہے۔

مغفرت کی رات

شبِ برأت کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بیشمار لوگوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔ اس حوالے سے چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں تشریف فرما ہیں، آپ نے فرمایا کیا تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ساتھ ناانصافی کریں گے، میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ کسی دوسری اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں، آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب آسمانِ دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

(سنن الترمذی، جلد۱، ص۱۵۶، ابن ماجہ، ص۱۰۰، مسند احمد، جلد۶، ص۲۳۸، مشکوۃ، جلد۱، ص۲۷۷، مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۱، ص۳۳۷، شعب الایمان للبیہقی، جلد۳، ص۳۷۹)

شارحین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پاک اتنی زیادہ اسناد سے مروی ہے کہ درجۂ صحت کو پہنچ گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر (اپنی

شان کے مطابق) جلوہ گر ہوتا ہے اور اس شب میں ہر کسی کی مغفرت فرما دیتا ہے، سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے ۔(شعب الایمان للبیہقی ، جلد ۳، ص ۳۸۰)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں اپنے رحم وکرم سے تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے ۔(ابن ماجہ، ص ۱۰۱، شعب الایمان، ج ۳، ص ۳۸۲، مشکوٰۃ، جلد ۱، ص ۲۷۷)

حضرت ابو ہریرہ ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوثعلبہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ایسا ہی مضمون مروی ہے ۔(مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۶۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دو شخصوں کے سوا سب مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے، ایک کینہ پرور اور دوسرا کسی کو ناحق قتل کرنے والا ۔(مسند احمد، ج ۲، ص ۱۷۶، مشکوٰۃ، ص ۲۷۸)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک طویل روایت بیان کی ہے جس میں مغفرت سے محروم رہنے والوں میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے، رشتے ناتے توڑنے والا، بطورِ تکبر ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا ، ماں باپ کا نافرمان، شراب نوشی کرنے والے ۔(جلد ۳، ص ۳۸۴)

غنیۃ الطالبین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی طویل

حدیث میں مزید ان لوگوں کا بھی ذکر ہے، جادوگر، کاہن، سود خور اور بدکار۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کئے بغیر ان کی مغفرت نہیں ہوتی۔ پس ایسے لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے گناہوں سے جلد از جلد سچی توبہ کرلیں تاکہ یہ بھی شبِ برأت کی رحمتوں اور بخشش و مغفرت کے حقدار ہوجائیں۔ (صفحہ ۴۴۹)

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہوجائے۔ (التحریم ۸، کنزالایمان)

یعنی توبہ ایسی ہونی چاہیے جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی گناہوں سے پاک اور عبادتوں سے معمور ہوجائے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! توبۃ النصوح کسے کہتے ہیں؟ ارشاد ہوا، بندہ اپنے گناہ پر سخت نادم اور شرمسار ہو۔ پھر بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر مغفرت مانگے اور گناہوں سے بچنے کا پختہ عزم کرے تو جس طرح دودھ دوبارہ تھنوں میں داخل نہیں ہوسکتا، اسی طرح اس بندے سے یہ گناہ بھی سرزد نہ ہوگا۔

رحمت کی رات

شبِ برأت فرشتوں کو بعض امور دیئے جانے اور مسلمانوں کی مغفرت کی رات ہے۔ اس کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ یہ ربِ کریم کی رحمتوں کے نزول کی اور دعاؤں کے قبول ہونے کی رات ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جب شعبان کی پندرھویں شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اعلان ہوتا ہے، ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کے گناہ بخش دوں، ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ اسے عطا کروں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے وہ ملتا ہے، وہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج ۳، ص ۳۸۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ غروبِ آفتاب کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمانِ دنیا پر نازل ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں، ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اسے مصیبت سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوعِ فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

(ابن ماجہ، ص ۱۰۰، شعب الایمان للبیہقی، ج ۳، ص ۳۷۸، مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۷۸)

اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت و رحمت کی ندا کا ذکر ہے اگرچہ یہ ندا ہر رات میں ہوتی ہے۔ شبِ برأت کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ندا غروبِ آفتاب ہی سے شروع ہوجاتی ہے، گویا صالحین اور شب بیدار مومنوں کے لئے تو ہر رات شبِ برأت ہے مگر یہ رات خطا کاروں کے لئے رحمت و عطا اور بخشش و مغفرت کی رات ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ اس رات میں اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں اور ربِ کریم سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگیں۔ اس شب رحمتِ خداوندی ہر پیاسے کو سیراب کردینا چاہتی ہے اور ہر منگتے کی جھولی کو ہر مراد سے بھر دینے پر مائل ہوتی ہے۔ بقولِ اقبال! رحمتِ الٰہی یہ ندا کرتی ہے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دِکھلائیں کسے راہر و منزل ہی نہیں

شبِ برأت میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی شبِ بیداری کی اور دوسروں کو بھی شبِ بیداری کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان اوپر مذکور ہوا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو شب بیداری کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس فرمانِ جلیل کی تعلیم میں اکابر اہلسنّت اور عوامِ اہلسنّت کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ اس رات میں شب بیداری کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: تابعین میں سے جلیل القدر حضرات مثلاً حضرت خالد بن معدان، حضرت مکحول، حضرت لقمان بن عامر اور حضرت اسحٰق بن راہویہ رضی اللہ تعالٰی عنہم مسجد میں جمع ہو کر شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرتے تھے اور رات بھر مسجد میں عبادات میں مصروف رہتے تھے۔

علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ شبِ برأت سے متعلق رقمطراز ہیں: اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالٰی کے نزدیک بڑی عظمت والی ہے۔ ہمارے اسلاف رضی اللہ تعالٰی عنہم اس کی بہت تعظیم کرتے اور اس کے آنے سے قبل اس کے لئے تیاری کرتے تھے۔ پھر جب یہ رات آتی تو وہ جوش وجذبہ سے اس کا استقبال کرتے اور مستعدی کے ساتھ اس رات میں عبادت کیا کرتے تھے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمارے اسلاف شعائر اللہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ (المدخل، ج ۱ ص ۳۹۲)

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس مقدّس رات میں مسجد میں جمع ہو کر عبادات میں مشغول رہنا اور اِس رات شب بیداری کا اہتمام کرنا تابعین کرام کا طریقہ رہا ہے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

اب جو شخص شعبان کی پندرہویں رات میں شب بیداری کرے تو یہ فعل احادیث کی مطابقت میں بالکل مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ عمل بھی احادیث سے ثابت ہے کہ شبِ برأت میں آپ مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کی خاطر قبرستان تشریف لے گئے تھے۔ (ما ثبت بالسنۃ، ص ۲۰۵)

آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم زیارتِ قبور کی ایک بڑی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس سے موت یاد آتی ہے اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے (زیارتِ قبور کے دلائل و فوائد سے متعلق تفصیلی گفتگو فقیر کی کتاب ''مزاراتِ اولیاء اور توسل'' میں ملاحظہ فرمائیں) شبِ برأت میں زیارتِ قبور کا واضح مقصد یہی ہے کہ اس مبارک شب میں ہم اپنی موت کو یاد کریں تا کہ گناہوں سے سچی توبہ کرنے میں آسانی ہو۔ یہی شبِ بیداری کا اصل مقصد ہے۔

اس سلسلے میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان افروز واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ منقول ہے کہ جب آپ شبِ برأت میں گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کا چہرہ یوں دکھائی دیتا تھا جس طرح کسی کو قبر میں دفن کرنے کے بعد باہر نکالا گیا ہو۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم میری مثال ایسی ہے

جیسے کسی کی کشتی سمندر میں ٹوٹ چکی ہو اور وہ ڈوب رہا ہو اور بچنے کی کوئی امید نہ ہو۔ پوچھا گیا آپ کی ایسی حالت کیوں ہے؟ فرمایا میرے گناہ یقینی ہیں لیکن اپنی نیکیوں کے متعلق میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے قبول کی جائیں گی یا پھر رد کردی جائیں گی۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۲۵۰)

اللہ اکبر! نیک و متقی لوگوں کا یہ حال ہے جو ہر رات شب بیداری کرتے ہیں اور تمام دن اطاعت الٰہی میں گزارتے ہیں جبکہ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے کم نصیب ہیں جو اس مقدّس رات میں فکر آخرت اور عبادت و دعا میں مشغول ہونے کے بجائے مزید لہو ولعب میں مبتلا ہو جاتے ہیں، آتش بازی، پٹاخے اور دیگر ناجائز امور میں مبتلا ہو کر وہ اس مقدّس رات کا تقدس پامال کرتے ہیں۔ حالانکہ آتش بازی اور پٹاخے نہ صرف ان لوگوں اور ان کے بچوں کی جان کے لئے خطرہ ہیں بلکہ اردگرد کے لوگوں کی جان کے لئے بھی خطرے کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے لوگ ''مال برباد اور گناہ لازم'' کا مصداق ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ایسے لغو کاموں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور بچوں کو سمجھائیں کہ ایسے لغو کام اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہوتے ہیں۔ مجددِ برحق، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: آتش بازی، جس طرح شادیوں اور شبِ برأت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں مال کا ضیاع ہے۔ قرآنِ مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا گیا۔ ارشاد ہوا: اور فضول نہ اڑا بیشک (مال) اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ (بنی اسرائیل)

شعبان کے روزے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ماہِ رمضان کے علاوہ ماہِ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

ایک روایت میں فرمایا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم چند دن چھوڑ کر پورے ماہِ شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ (ایضاً)

آپ ہی سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ (ما ثبت بالسنۃ، ص ۱۸۸)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جن لوگوں کی روحیں قبض کرنی ہوتی ہیں ان کے ناموں کی فہرست ماہِ شعبان میں ملک الموت کو دی جاتی ہے اس لئے مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرا نام اس وقت فہرست میں لکھا جائے جبکہ میں روزے کی حالت میں ہوں۔

یہ حدیث پہلے مذکور ہوچکی کہ مرنے والوں کے ناموں کی فہرست پندرھویں شعبان کی رات کو تیار کی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ اگرچہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوتا اس کے باوجود روزہ دار لکھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ بوقت کتابت (یعنی شب میں) اللہ تعالیٰ روزہ کی برکت کو جاری رکھتا ہے۔ (ما ثبت بالسنۃ، ص ۱۹۲)

بریلی شریف کی قابلِ تقلید مثال

صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

کہ جن دو شخصوں میں دنیوی عداوت ہو تو اس رات (شبِ برأت) کے آنے سے قبل انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل کر خطا معاف کر دے تا کہ مغفرتِ خداوندی انہیں بھی حاصل ہو۔ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ چودہ شعبان آنے سے قبل مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور عفو و تقصیر کراتے ہیں اور ہر جگہ کے مسلمان بھی ایسا کریں تو نہایت انسب و بہتر ہو گا۔ (بہارِ شریعت)

دعائے نصف شعبان کی سند

۱۴ شعبان نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعات نفل دو دو کر کے پڑھیں۔ پہلی بار درازیٔ عمر بالخیر، دوسری بار دفع بلا، تیسری بار مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی نیت سے۔ ہر دوگانہ کے بعد سورۂ یٰسین ایک بار اور اس کے بعد دعائے نصف شعبان المعظم پڑھیں۔

دعائے مذکور دعائے نصف شعبان المعظم کے نام سے ایک نہایت مشہور اور مجرّب دعا ہے جسے عامۃ المسلمین شبِ برأت میں پڑھتے ہیں۔ اس دعا کے پڑھنے کا یہ معمول صدیوں سے چلا آ رہا ہے، کسی بھی اہلِ علم نے اس دعا کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی شبِ برأت میں اس دعا کے پڑھنے سے منع کیا۔

اس دعائے نصف شعبان المعظم کو اپنے وقت کے ایک عظیم محدّث امام محمد بن فضیل بن غزوان الضبی نے اپنی کتاب "کتاب الدعاء" میں لکھا ہے۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے اور یہ کوفہ کے رہنے والے تھے، سن ۱۹۵ ہجری میں ان کی رحلت ہوئی، انہوں نے قرآنِ مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی، علاوہ ازیں ان کی مندرجہ ذیل کتب ہیں:

(۱) کتاب الدعاء	(۲) کتاب الزکوٰۃ	(۳) کتاب الزھد
(۴) کتاب الصلوٰۃ	(۵) کتاب الصیام	(٦) کتاب الطہارۃ

(ہدیۃ العارفین، ۲/ ۹، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان)

واضح رہے کہ اس دعا کے بعض کلمات حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث شریف میں موجود ہیں۔ اس حدیث شریف کو امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب القضاء والقدر (ج ۱/ص ۲۱۳) میں اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن شیبہ (م ۲۳۵ھ) نے اپنی کتاب ''المصنف فی الاحادیث والآثار'' (ج ٦/ص ٦٨) میں روایت کیا ہے۔ اس دعا کے بارے میں صحابیِٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے رزق وروزی میں وسعت عطا فرمائے گا۔

دعائے نصف شعبان

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْہِ ط یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط یَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ظَھْرُ اللَّاجِیْنَ ط وَجَارُ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ ط وَاَمَانُ الْخَائِفِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقَتَّرًا عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اَللّٰھُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاقْتِتَارَ رِزْقِیْ ط وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرَاتِ ط فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ ط عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ ط یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ اِلٰھِیْ بِالتَّجَلِّیِ الْاَعْظَمِ ط فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَھْرِ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ ط اَلَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْھَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَّیُبْرَمُ ط اَنْ تَکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ وَالْبَلْوَآءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ ط وَاَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ط وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

دعائے نصف شعبان کا ترجمہ

اے اللہ! اے احسان کرنے والے کہ جس پر احسان نہیں کیا جاتا، اے بڑی شان وشوکت والے، اے فضل وانعام والے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پریشان حالوں کا مددگار، پناہ مانگنے والوں کو پناہ اور خوف زدوں کو امان دینے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو اپنے یہاں ام الکتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں مجھے شقی (یعنی بدبخت) محروم، دھتکارا ہوا اور رزق میں تنگی دیا ہوا لکھ چکا ہو تو اے اللہ! اپنے فضل سے میری بدبختی، محرومی، ذلت اور رزق کی تنگی کو مٹا دے اور اپنے پاس ام الکتاب میں مجھے خوش بخت، رزق دیا ہوا اور بھلائیوں کی توفیق دیا ہوا ثبت فرمادے کہ تو نے ہی تیری نازل کی ہوئی کتاب میں تیرے ہی بھیجے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان پر فرمایا اور تیرا فرمانا حق ہے ''اللہ جو چاہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے'' (پارہ ۱۳، الرعد، آیت ۳۹) خدایا! تجلیٔ اعظم کے وسیلہ سے جو نصف شعبان المکرم کی (پندرھویں) رات میں ہے کہ جس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام اور اٹل کردیا جاتا ہے۔ (یااللہ!) مصیبتوں اور رنجشوں کو ہم سے دور فرما کہ جنہیں ہم جانتے اور نہیں بھی جانتے جبکہ تو انہیں سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ بیشک تو سب سے بڑھ کر عزیز اور عزت والا ہے۔ اللہ

تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر درود وسلام بھیجے۔ سب خوبیاں سب جہانوں کے پالنے والے اللہ عزوجل کے لئے ہیں۔

